عہدِ نبویؐ کا نظامِ تعلیم

حافظ سیّد رشید احمد ارشد
سابق صدر شعبۂ عربی کراچی یونیورسٹی

اسلام کے تعلیمی نظام کی اہمیت کا اندازہ لگانے سے پیشتر یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ دورِ جہالت میں ظہورِ اسلام سے پہلے عربوں کی کیا حالت تھی۔

ظہورِ اسلام سے پہلے عربوں کی تعلیمی زندگی کا سراغ لگانا بے سود ہے۔ کیونکہ اس وقت اہلِ عرب ایک ناخواندہ قوم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دوسری قوموں کے مقابلے میں امّی یعنی ناخواندہ کہلاتے تھے۔ اسلام سے پیشتر چند عربوں نے غیر قوموں کی مدد سے عربی رسم الخط ایجاد کیا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے عربی زبان کا کوئی رسم الخط نہیں تھا۔ یہودی اپنے عبرانی رسم الخط میں خط و کتابت کرتے تھے۔ اور اسی طرح شام و عراق کے اپنے جداگانہ رسم الخط تھے۔ یمنی عربوں کا خطِ حمیری ان کے تمدن کے ساتھ ہی نیست و نابود ہو چکا تھا۔ اور وہاں کے رہنے والے بھی اس قدیم خط سے ناآشنا ہو گئے تھے۔ اسلام سے پیشتر عربوں کی کوئی مرکزی اور علمی زبان نہیں تھی بلکہ ہر قبیلے کی بولی ایک دوسرے سے مختلف تھی۔ ان کی بولیوں میں اس قدر اختلاف تھا۔ کہ بعض اوقات ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کی بول چال کی زبان کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ بالخصوص یمن اور جنوبی عرب کی زبان، شمالی عرب اور قریش کی زبان سے بہت مختلف تھی۔

یمن کا تمدن | حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے سینکڑوں برس پہلے سبا اور حمیری قبائل کے زمانے میں جنوبی عرب کا تمدن عالمِ شباب پر تھا۔ اس وقت یہاں کے بادشاہوں نے خطِ مسند کے نام سے ایک رسم الخط ایجاد کیا تھا۔ جو خطِ حمیری کے نام سے بھی موسوم تھا۔ یہ خط صرف بادشاہوں اور امراء کی یادگاری جنگوں، رسموں اور مخصوص احکام کو کتبوں کی شکل میں لکھنے کے لئے مستعمل رہا۔ عوام میں غالباً اس کا رواج نہیں تھا۔ کیونکہ ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے جو کتبات یمن کے کھنڈرات سے برآمد کئے ہیں

انہیں صرف وہاں کے بادشاہوں اور امراء نے اپنے احکام جاری کرنے۔ یا اپنے جنگی معرکوں کا اعلان کرنے کے لیے خط حمیری میں استعمال کیا تھا۔ عوام کی لکھی ہوئی کوئی تحریر یا کتبہ دستیاب نہیں ہو سکا ہے۔ اور نہ کوئی ادبی، علمی یا تعلیمی قسم کی تحریر برآمد ہوئی ہے۔ البتہ مستشرقین نے ان کتبات کی مدد سے قدیم حمیری زبان کے حروف ابجد اور اس کے الفاظ و قواعد معلوم کر لئے ہیں جو عربی لسانیات میں کارآمد ہو سکتے ہیں۔

مخصوص رسم الخط | ماہرین آثار قدیمہ نے یہ اندازہ لگایا ہے۔ کہ خط حمیری کے ذریعے یمن کے عوام کو تعلیم دینے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی تھی۔ اور نہ قدیم زمانے میں عوام کو تعلیم دی جاتی تھی۔ کیونکہ اس زمانے کے تمام مہذب ممالک میں بھی تعلیم محدود ہوا کرتی تھی۔ اور امراء کا ایک مخصوص حلقہ ہی تعلیم یافتہ ہوتا تھا۔
اس کے علاوہ حمیری رسم الخط نہایت مشکل اور ناقابل فہم تھا۔ یہ صرف اینٹوں اور پتھروں میں کھود کر لکھنے کے لئے ہی کارآمد ہو سکتا تھا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قدیم زمانے میں عربوں کا کوئی تعلیمی نظام نہیں تھا۔

دور جاہلیت | بہرحال اگر یہ ثابت بھی ہو جائے۔ کہ یمن کے قدیم تہذیب و تمدن کے دور میں عربوں کا کوئی تعلیمی نظام تھا۔ تو یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ جب یہ مہذب سلطنتیں تباہ و برباد ہو گئیں اور یمن کے باشندے سیلاب آنے کے بعد عرب کے دور دراز علاقوں میں منتشر ہو گئے تو ان کے تمدن کے ساتھ ساتھ ان کا تعلیمی نظام بھی ختم ہو گیا ہوگا کیونکہ اس کے بعد کے تمام جزیرۂ عرب میں جہالت و وحشت کا تاریک دور شروع ہو گیا تھا۔ اور اس سرزمین میں ناخواندگی اور جہالت کا وہ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا کہ یہ دور "دور جاہلیت" کہلایا جانے لگا تا آنکہ اسلام نے آکر ایمان اور علم کی روشنی سے جاہلیت کے اس اندھیرے کو دور کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تقریباً نصف صدی پیشتر مکہ معظمہ کو خانہ کعبہ کی وجہ سے ایک طرح کی مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ عرب کے تمام قبائل خانہ کعبہ کو مقدس اور متبرک خیال کرتے تھے۔ اور اس تقدس کی وجہ سے اس کے قریب سالانہ میلے اور بازار لگنے شروع ہو گئے تھے۔ اس قسم کے مرکزی اجتماعوں میں مختلف قبائل کے شعراء بھی یہاں آنے لگے اور عکاظ کے مقام پر عرب شعراء کا اجتماع ہونے لگا۔ اور وہ خاص و عام کو اپنے قصائد سنانے لگے۔

دور جاہلیت کے یہ شعراء مقبولیت حاصل کرنے کے لئے ایسی زبان میں اشعار سناتے تھے۔ جسے عرب کے سب لوگ سمجھ سکیں ایسی فصیح اور عام فہم زبان قریش کی زبان تھی۔ کیونکہ قریش کا قبیلہ اپنے

مذہبی تقدس کی وجہ سے عرب کے ہر مقام پر تجارت کر سکتا تھا۔ اس طرح انہوں نے عرب قبائل کے تمام عمدہ الفاظ اپنی زبان میں رائج کر لیے تھے۔ یوں ان کی زبان تمام عربوں کی مرکزی زبان بن گئی تھی۔

جب خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کی تو سب سے پہلی وحی اسی مرکزی زبان میں نازل ہوئی۔ سب سے پہلی آیات سورہ اقراء کی تھیں جن میں نوشت وخواند کی تلقین کی گئی تھی اور قلم کے ذریعے تعلیم حاصل کرنے کی فضیلت کا اعتراف کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس پہلی وحی کو اسلامی نظام تعلیم کا سنگ بنیاد قرار دیا جا سکتا ہے۔

تعلیم و تبلیغ | نبوت کے فوراً بعد آپ کو حکم دیا گیا کہ آپ پیغام خداوندی اپنے رشتہ داروں اور دیگر اہل مکہ تک پہنچا دیں۔ اور انہیں قرآن کریم کی آیات و احکام سنائیں۔ چنانچہ آپ حکم الٰہی کی تعمیل میں سخت مخالفتوں کے باوجود مکہ معظمہ میں تبلیغ کرنے لگے۔ یہی تبلیغ اسلامی تعلیم کا سنگ بنیاد بنی اور آپ کوچہ و بازار میں ہر جگہ تعلیم و تبلیغ کے فرائض انجام دینے لگے اور جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ وہ آپ کی تعلیمات سے زیادہ مستفید ہوتے۔

آپ انہیں نہ صرف اخلاقی اور مذہبی تعلیم دیتے تھے۔ بلکہ ان کی عملی تربیت بھی کرتے تھے اور انہیں علم کی فضیلت سے بھی آگاہ کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید اور احادیث نبوی میں علم کی فضیلت کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ ان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

علم کی فضیلت | قرآن کریم میں سورہ بقرہ میں حضرت آدم کی تخلیق کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ اور اس میں حضرت آدم کو خلافت الٰہی تفویض کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر فرشتوں پر ان کی فضیلت کو محض علم و دانش کی وجہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وعلم آدم الاسماء کلھا ۔۔۔ الخ

"اور خدا نے حضرت آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے پھر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش فرما کر یہ کہا "اگر تم سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ۔" فرشتوں نے عرض کیا "تیری ذات پاک ہے ہم تو اس کے سوا کچھ نہیں جانتے ہیں۔ جو تو نے ہمیں سکھایا ہے۔ بلاشبہ تو ہی علم و حکمت والا ہے۔" خدا نے آدم سے فرمایا "(اب) تم ان کو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔" چنانچہ حضرت آدم نے فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتا دیئے۔ تو خدا نے فرشتوں سے کہا "کیا میں نے تم سے یہ کہا نہیں تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی تمام پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہوں اور ان باتوں کو بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور انہیں بھی جن کو تم پوشیدہ رکھتے ہو۔"

دوسرے مقامات پر اہل علم کی برتری کو یوں واضح کیا گیا ہے:

(۱) قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ (اے پیغمبر) کہہ دیجئے کہ کیا اہلِ علم اور جاہل افراد برابر ہو سکتے ہیں۔

(۲) یرفع اللّٰہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کے اور ان لوگوں کے جن کو علم عطا ہوا ہے۔ درجات بلند کرے گا۔

دینی عالموں کی اہمیت اور ضرورت کو ان آیات کریمہ میں واضح کیا گیا ہے۔

(۳) فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون۔ (توبہ - ۱۲۲) ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے۔ تاکہ وہ دین کی تعلیم حاصل کرتے رہیں۔ اور جب وہ (تعلیم حاصل کر کے) واپس آئیں تو اپنی قوم کو تعلیم دے کر خدا کے عذاب سے ڈرائیں تاکہ وہ (آگاہ ہو جائیں) اور بری باتوں سے پرہیز کریں۔

(۴) فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ (نحل - ۴۳) اگر تم کو علم نہ ہو تو اہلِ علم سے پوچھ لیا کرو۔

(۵) انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء (۳۵/۲۸) بلاشبہ اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے علم کے اضافہ کے لئے اس دعا کی تلقین کی گئی ہے۔

(۶) وقل رب زدنی علما۔ (اے پیغمبر) کہہ دیجئے، اے پروردگار! تو میرے علم میں اضافہ کر"

احادیث نبوی مذکورہ بالا چند آیات میں علم اور اہلِ علم کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ احادیث نبوی میں بھی علم کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جن میں مسلمانوں کو تحصیل علم کیطرف متوجہ کیا گیا ہے۔ ہم چند احادیث کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

۱۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ (حوالہ معجم طبرانی کبیر و وسط وصغیر عن ابی سعید وابن عباس والحسن بن علی رضی اللہ عنہم)

۲۔ زمین پر عالم کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان پر ستاروں کی ہے جو بحر و بر کی تاریکیوں کو روشن کرتے ہیں۔ اگر ستارے ماند پڑ جائیں تو رہنما بھی بھٹکتے پھریں۔ (مسند احمد)

۳۔ اللہ تعالیٰ جس کسی کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کا علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری، مسلم و ترمذی عن ابن عباسؓ)

۴۔ جو شخص صبح سویرے علم حاصل کرنے یا علم کی تعلیم دینے کے لئے گھر سے نکلے تو اسے ایک مکمل حج کا ثواب ملتا ہے۔ (طبرانی کبیر عن ابی امامہ)

۵۔ جو شخص طلب علم کے لئے اپنے گھر سے نکلے تو جب تک وہ واپس نہ آجائے، تو اس وقت تک اس کا مرتبہ مجاہد اور غازی کے برابر ہوتا ہے۔ (ترمذی عن ابن عباس)

۶۔ علم و حکمت مومن کی گم شدہ (دولت) ہے۔ جہاں سے مل جائے اسے حاصل کرنا چاہئیے کیونکہ مومن اس کا زیادہ حقدار ہے۔ (ترمذی عن ابی ہریرہ)

۷۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی تم میں سے ایک ادنیٰ مسلمان پر میری فضیلت ہو۔ جو شخص لوگوں کو اچھی تعلیم دیتا ہے، اس پر اللہ، اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین کی ساری مخلوق یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سمندر میں دعائے خیر و برکت و رحمت کرتی ہیں۔

۸۔ العلماء ورثۃ الانبیاء۔ علماء پیغمبروں کے وارث ہوتے ہیں۔

۹۔ تم مہد سے لحد تک علم حاصل کرتے رہو خواہ اس کے لئے چین جانا پڑے۔

معلم مدینہ | مکہ معظمہ کی زندگی میں بھی آپ نے تعلیم و تبلیغ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور اس سلسلے میں آپ نے گوناگوں تکالیف و مصائب کو بھی برداشت کیا۔ مگر اصل اسلامی نظام کا آغاز مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ تاہم ہجرت سے پہلے جب مدینہ منورہ کے چالیس افراد مسلمان ہوگئے تو اہل مدینہ نے درخواست کی کہ انہیں قرآن کریم کی تعلیم دینے کیلئے کوئی معلم بھیجا جائے۔ لہٰذا آپ نے حضرت مصعب بن عمیر کو مدینہ منورہ بھیجا۔ وہ پہلے مسلمان تھے جو مکہ معظمہ سے باہر ایک اسلامی معلم کی حیثیت سے بھیجے گئے۔ ان کی تعلیمی مساعی کی بدولت قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ مسلمان ہوگئے اور اسلام مدینہ کے گھر گھر پھیل گیا۔

عام اور لازمی تعلیم | جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے اور یہاں آکر آپ نے خود مختار اسلامی مملکت قائم کی تو اس کے ساتھ ساتھ آپ نے تعلیم کا اسلامی نظام بھی قائم کیا۔

اس نظام تعلیم میں سب سے مقدم اور اہم قرآن کریم کی تعلیم تھی جو مدینہ کے ہر زن و مرد کے لئے لازمی تھی۔ بچے بوڑھے سب قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اس تعلیمی نظام کی نگرانی آپ خود کرتے تھے۔ اور قرآن کریم کے احکام کی وضاحت کے سلسلے میں جس کسی کو کوئی دقت پیش آتی تھی تو وہ براہ راست آپ کے پاس آکر اپنی مشکلات کو دور کرتا تھا۔

اقامتی جامعہ آپ نے اس نظام تعلیم کا آغاز اس طرح کیا کہ مسجد نبوی کے ایک حصہ میں سائبان اور چبوترہ (صفہ) بنوایا یہ مسلمانوں کی پہلی اقامتی جامعہ تھی کیونکہ غریب اور لاوارث صحابہؓ یہاں آکر قیام بھی کرتے تھے۔ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی درس دیتے تھے۔ اور دیگر اساتذہ بھی مقرر کئے گئے تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن سعید بن العاص جو نہایت خوشخط تھے۔ اور زمانہ جاہلیت میں بھی کاتب کی حیثیت سے مشہور تھے۔ انہیں وہاں لکھنا سکھاتے تھے۔ اسی طرح سنن ابی داؤد میں حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی موجود ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کام پر مامور کیا کہ وہ اصحاب صفہ کو لکھنا سکھائیں اور قرآن کریم کی تعلیم دیں۔

اصحاب صفہ اصحاب صفہ میں وہ صحابی شامل تھے جن کا کوئی گھر بار نہیں تھا۔ اور اپنی تنگدستی کی وجہ سے وہ مہاجرین و انصار کیطرح تجارت و زراعت میں مشغول نہیں ہو سکتے تھے۔ لھذا وہ روز و شب مسجد نبوی کے سائبان کے نیچے چبوترہ پر اپنی زندگی گذار دیتے تھے۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر وقت رہنے کی وجہ سے آپ کی تعلیمات سے زیادہ مستفید ہوئے۔ اور دیگر اساتذہ سے بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اسی طرح آگے چل کر یہ مسلمانوں کے معلم بنے۔ اور انہوں نے قرآن و حدیث کی تعلیمات کو تمام دنیا میں پھیلایا۔ انہی میں حضرت ابوہریرہ بھی تھے جو احادیث نبوی کے سب سے بڑے راوی اور عالم بنے اور انہوں نے تنگدستی اور فاقہ کشی کے باوجود سب سے زیادہ احادیث نبوی کا علم حاصل کیا۔ اور آپ کی وفات کے بعد ہزاروں انسانوں کو احادیث نبوی کی تعلیم دی چنانچہ ان کا یہ فیض تاقیامت جاری رہے گا۔

طلبہ کی تعداد صفہ کی درس گاہ میں تعلیم حاصل کرنے والوں کی کثیر تعداد کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بعض کتب میں اہل صفہ کی تعداد چار سو بیان کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصحاب صفہ کے علاوہ جو وہاں مقیم اور شب باش ہوتے تھے۔ ایسے افراد بھی وہاں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آتے تھے جن کے گھر مدینہ میں تھے۔ یا وہ گرد و نواح میں رہتے تھے۔ اہل مدینہ وہاں صرف درس کے موقع پر شریک ہوتے تھے۔ اور گرد و نواح کے حضرات کی کافی تعداد بھی وقتاً فوقتاً درس میں شریک

ہوتی تھی ــــــ

اصحاب صفہ یعنی مقیم طلبہ کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔ بعض اوقات مقیم و شب باش طلباء ستر اسّی تک ہو جاتے تھے۔

نصاب تعلیم | اس اقامتی درس گاہ میں لکھنے پڑھنے کے علاوہ اسلامی احکام (فقہ) کی تعلیم بھی دی جاتی تھی، قرآن مجید کی سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں۔ فن قرأت و تجوید بھی سکھایا جاتا تھا۔ انکی تعلیمی نگرانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر فرماتے تھے۔ اور یہاں کے مقیم طلبہ کی غذا مہیا کرنے اور قیام کرنے کا بندوبست بھی آپ فرماتے تھے۔

تعلیم بالغان | اصحاب صفہ کے علاوہ کاروباری صحابہ کرام کی بڑی تعداد بھی فرصت کے اوقات میں تعلیم حاصل کرتی تھی۔ مدینہ کے باشندے مہاجرین و انصار پر مشتمل تھے۔ وہ مسلمان جو مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے اور مہاجرین کہلاتے تھے۔ اہل مدینہ کے تعاون اور اسلامی اخوت کی بدولت بہت جلد اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ اور چونکہ انہیں مکہ معظمہ میں رہنے کی وجہ سے تجارتی کاروبار کا تجربہ تھا۔ اس لئے مہاجرین تجارت کرنے لگے۔ تاہم وہ اسلام کے بنیادی مقاصد کو نہیں بھولے بلکہ اپنی فرصت کے اوقات میں مسجد نبوی میں باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اساتذہ کی تعلیمات سے مستفید ہوتے تھے۔

انصار مدینہ کے قدیمی باشندے تھے۔ اور پہلے سے کاشت کاری کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اس لئے وہ زراعت کے کام میں لگے رہے۔ تاہم وہ بھی آنحضرت کی خدمت میں روزانہ حاضر ہوتے تھے۔ اور آپ سے روزمرہ کے اسلامی احکام سیکھتے تھے۔ اور قرآن کریم کی تعلیم، دیگر اکابر صحابہؓ سے حاصل کرتے تھے۔

چونکہ مہاجرین کی کثیر تعداد مدینہ منورہ میں آکر آباد ہو گئی تھی۔ اس لئے مدینہ شہر سے باہر مضافات میں مہاجرین و انصار آباد ہونے لگے تھے۔ اس لئے ان کے لئے روزانہ مدینہ منورہ آنا اور مسجد نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے مستفید ہونا مشکل تھا۔ اس لئے وہ ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن آتے تھے۔ اور انہوں نے تعلیم حاصل کرنے کے لئے باری مقرر کر رکھی تھی۔ ایک دن ایک ساتھی آتا تھا۔ اور وہ جو تعلیم حاصل کرتا تھا۔ اس سے اپنے دوسرے ساتھی کو باخبر کر دیتا تھا۔ یوں تعاون سے ہر ایک کو اپنے ساتھی کے ذریعے روزمرہ کی تعلیمات اور اسلامی احکام سے آگاہی حاصل ہو جاتی تھی۔ ایسے صحابہؓ بھی تھے جو [illegible] مدینہ سے باہر رہتے تھے [illegible] انہوں نے

ایک انصاری پڑوسی سے یہ معاملہ طے کر رکھا تھا کہ ایک دن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کریں گے اور دوسرے دن وہ خود آنحضرت کی خدمت میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جایا کریں گے۔ یوں وہ ایک دوسرے کو روزمرہ کی تعلیمات سے آگاہ کرتے رہتے۔

مدینہ پہنچ کر آپ اکثر اپنے کئی تربیت یافتہ صحابہ کو نومسلم قبائل وفود کے ساتھ روانہ کرتے تھے۔ تاکہ وہ ان کے اپنے علاقوں میں جاکر انہیں اسلامی تعلیم دیں۔ کچھ عرصہ تعلیم دینے کے بعد وہ واپس آجاتے تھے۔

قراء کی شہادت | اس قسم کا ایک المناک واقعہ مدنی دور کے ابتدائی زمانے میں رونما ہوا۔ جبکہ نجد کے بعض قبائل نے درخواست کی کہ انہیں قرآن کریم کی تعلیم دینے کے لئے معلمین کو روانہ کیا جائے۔ لہذا آپ نے ان کی درخواست پر ستر قراء (قرآنی تعلیم کے معلمین) بھیجے مگر کفار نے بیر معونہ کے قریب انہیں دھوکے سے شہید کر دیا۔ یہ ایک ایسا المناک واقعہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر بھر اس کا قلق رہا کیونکہ اس قدر لائق اور قابل مسلمان کسی بڑی سے بڑی جنگ میں بھی شہید نہیں ہوئے۔ ان کی شہادت اسلام کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ تھا جسے اسلامی تعلیم و تبلیغ کے سلسلے میں مسلمانوں کو برداشت کرنا پڑا۔

جنگی قیدیوں کی تعلیمی خدمت | مدینہ منورہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم و تبلیغ کی سرگرمیوں میں اضافہ کر دیا تھا تاہم مسلمانوں میں عربی لکھنے والوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اس زمانہ میں عربی رسم الخط اپنی ابتدائی حالت میں تھا جس کا سیکھنا بہت مشکل تھا۔ اس لئے جب جنگ بدر کی فتح کے بعد قریش کے ستر سرکردہ افراد گرفتار ہو کر آئے تو معلوم ہوا کہ ان میں سے چند قیدی ایسے بھی تھے۔ جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ لہذا آپ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ان کے لئے یہ شرط مقرر کی کہ اگر ان میں ہر ایک قیدی مدینہ منورہ کے دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے گا۔ تو انہیں رہا کر دیا جائے گا۔ اور مالی تاوان کی بجائے ان کی یہ تعلیمی خدمت ان کی رہائی کا سبب بن جائے گی۔

چنانچہ حضرت زید بن ثابت بھی ان انصار کے لڑکوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے ان قیدیوں سے لکھنا پڑھنا سیکھا اور آگے چل کر یہی حضرت زید بن ثابت آپ کے بہت بڑے کاتب وحی اور جامع قرآن ثابت ہوئے۔

غیر زبانوں کی تعلیم | عہد رسالت میں عام تعلیم قرآن کریم، احادیث نبوی اور نوشت و خواند کی تعلیم تک محدود تھی تاہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے سربراہ کی

حیثیت سے غیر زبانوں میں بھی خطوط آتے تھے۔ انہیں غیر مسلموں اور بالخصوص یہودیوں کی مدد سے پڑھوایا جاتا تھا۔ ان خطوط میں بعض معاملات پوشیدہ ہوتے تھے۔ اس لئے آپ نے یہ ضرورت محسوس کی کہ کوئی قابل اعتماد صحابی ان غیر زبانوں کی تعلیم حاصل کرے۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت خود بیان فرماتے ہیں،

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے پاس مختلف خطوط آتے رہتے ہیں اور میں یہ بات پسند نہیں کرتا ہوں کہ ان خطوط کو ہر کوئی پڑھے۔ تو کیا تم عبرانی زبان کا لکھنا پڑھنا سیکھ سکتے ہو؟ یا یوں فرمایا کہ کیا تم سریانی کا لکھنا پڑھنا سیکھ سکتے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ (سیکھ سکتا ہوں) چنانچہ میں نے سترہ دن میں وہ زبان سیکھ لی"

ماہر السنہ | مؤرخین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے صرف عبرانی اور سریانی زبانیں ہی نہیں سیکھی تھیں بلکہ انہیں غیر زبانوں کو جلد سیکھنے میں بہت بڑا ملکہ حاصل تھا۔ وہ فارسی، رومی، قبطی اور حبشی زبانیں بھی جانتے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان زبانوں کی ترجمانی کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ انہوں نے یہ زبانیں ان آزاد کردہ غلاموں سے سیکھی تھیں جو انہی قوموں سے متعلق تھے اور مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔

حضرت زید بن ثابت مختلف زبانیں جاننے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر زبان کی تمام خط و کتابت کے فرائض انجام دیتے تھے اور آپ کے کاتب وحی بھی تھے۔ ان یہودیوں سے خط و کتابت بھی وہی کرتے تھے جو مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں آباد تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کے بارے میں بھی یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بھی بہت سی زبانیں جانتے تھے۔ اور اپنے غیر ملکی غلاموں سے انہی کی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔

مخصوص اساتذہ | احادیث کی بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ تعلیم کی توسیع کے بعد تعلیم کے کسی خاص شعبہ میں مزید مہارت پیدا کرنے کے لئے مخصوص اساتذہ بھی مقرر کر دئے گئے تھے۔ چنانچہ فن قرأت میں مہارت کے لئے آپ طلبہ کو حضرت ابی بن کعب کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ اور میراث کے اسلامی احکام کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے آپ حضرت زید بن حارث کے ہاں طلبہ بھیجا کرتے تھے۔

فنون سپہ گری | چونکہ مدینہ منورہ میں ہمیشہ دفاع کے لئے مسلمانوں کو تیار رہنا پڑتا تھا اس لئے آپ نے تعلیمی نظام میں فنون سپہ گری کو خاص اہمیت دے رکھی تھی۔ آپ نے

ہدایت دے رکھی تھی کہ بچوں کو ابتداء ہی سے نشانہ بازی، تیر اندازی اور پیراکی کی تعلیم دی جائے۔ بڑوں کے لئے بھی آپ گھوڑ دوڑ کے مقابلے کراتے تھے۔ اور جنگی مشقیں بھی کراتے تھے۔

خواتین کی تعلیم | قرآن کریم اور احادیث نبوی میں علم دین کی تعلیم کو خواتین کے لئے بھی اسی قدر ضروری قرار دیا گیا ہے جس طرح وہ مردوں کے لئے ضروری ہے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کو تعلیم دینے کی ہدایت بھی فرمائی ہے۔ اور اسے باعث ثواب قرار دیا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنی لونڈی کو عمدہ تعلیم و تربیت دے کہ نکاح کرے گا اور اسے دوگنا ثواب ملے گا۔

چونکہ مسجد نبوی مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی تعلیمی درس گاہ تھی۔ جہاں آپ صحابہ کرام کو ہر وقت تعلیم دیتے تھے۔ اس لئے ابتداء میں خواتین وہاں نہیں جاتی تھیں اور ان کے مرد بھی انہیں مسجد نبوی جانے سے روکتے تھے۔ اس لئے آپ نے انہیں حکم دیا۔

"تم اللہ کی بندیوں (عورتوں) کو اللہ کی مساجد میں جانے سے نہ روکو" اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم خواتین بھی کثیر تعداد میں آپ کی مجالس وعظ و تعلیم میں حاضر ہونے لگیں اور آپ کی تعلیمات سے مستفید ہونے لگیں۔ تاہم بعض زنانہ مسائل ایسے تھے جنہیں وہ براہ راست آپ سے نہیں معلوم کر سکتی تھیں۔ اس لئے ان معاملات میں وہ امہات المومنین یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج مطہرات کے ذریعے مستفید ہوتی تھیں۔ یوں ان ازواج مطہرات کے ذریعے خواتین کے مخصوص مذہبی مسائل سے مسلم خواتین آگاہی حاصل کرتی رہیں۔

ان تمام سہولتوں کے باوجود مسلم خواتین نے یہ محسوس کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہفتہ میں ایک دن صرف خواتین کے لئے مخصوص کرا لینا چاہئے۔ چنانچہ ان کی درخواست پر آپ نے ہفتہ میں ایک دن صرف خواتین کی تعلیم کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ اس دن آپ ان کے سوالات کے جوابات دیتے اور ملکی حالات کے مطابق وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ ان اجتماعات سے بہت مفید نتائج برآمد ہوئے اور جنگی ضروریات کے لئے خواتین نے دل کھول کر مالی امداد کی۔

آپ نے خواتین کو مشغول رکھنے کے لئے مشورہ دیا کہ وہ چرخہ کاتا کریں اور گھریلو صنعتوں میں دلچسپی لیں۔

خواتین کو تعلیم دینے میں آپ کی ازواج مطہرات بھی آپ کی شریک رہیں۔ کیونکہ آپ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ نہ صرف خود تعلیم حاصل کریں۔ بلکہ مسلم خواتین کو بھی تعلیم دیں۔ کیونکہ علم چھپانے کو آپ

نے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے جرم قرار دیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کی تعلیم کا آغاز گھر سے کیا تھا چنانچہ آپ کی تعلیم کی بدولت حضرت عائشہؓ حدیث، فقہ، تفسیر اور شعر و ادب میں بہت بڑی عالم ہوگئی تھیں۔ اور انہوں نے آپ کی وفات کے بعد بھی اس تعلیمی فیض کو جاری رکھا۔ یہی حال دیگر ازواج مطہرات کا تھا۔ کہ اگر ازواج مطہرات میں سے کوئی نوشت و خواند سے ناواقف ہوتی تھیں تو آپ دیگر خواتین کو ان کی تعلیم پر مامور کرتے تھے۔ چنانچہ احادیث میں یہ مذکور ہے کہ حضرت حفصہؓ نے جو حضرت عمر فاروق کی صاحبزادی تھیں، آپ کے علم و اجازت سے اپنی ایک رشتہ دار خاتون، شفا بنت عبداللہ سے جو خوب لکھی پڑھی تھیں، لکھنا سیکھا تھا۔

طریقۂ تعلیم | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دیگر معلمین کا طریقہ تعلیم نفسیاتی نقطۂ نگاہ سے نہایت عمدہ اور موثر تھا۔ آپ نہایت آسان اور دلنشین انداز میں لوگوں کو تعلیم دیتے تھے جو باتیں ضروری اور اہم ہوتی تھیں انہیں آپ تین دفعہ دہراتے تھے۔ تاکہ ایک کند ذہن انسان بھی انہیں اچھی طرح سمجھ سکے آپ ہر شخص کو اس کی صلاحیت اور عقل و مزاج کے مطابق تعلیم دیتے تھے۔ بلکہ آپ معلموں کو بار بار یہ ہدایت فرماتے تھے۔

"تم لوگوں سے ان کی عقل (ذہنیت) کے مطابق گفتگو کیا کرو۔"

اسی اصول کے مطابق آپ نہایت آسان زبان میں مختصر گفتگو فرماتے تھے۔ اور غیر متعلقہ باتوں کو درمیان میں نہیں لاتے تھے۔ البتہ سمجھانے کے لئے اگر تمثیلات کی ضرورت ہوتی تھی تو ان سے بھی کام لیتے تھے۔ اور جو باتیں اہم اور ضروری ہوتی تھیں۔ ان کو بار بار دہراتے تھے۔ آپ کی محفل میں اکثر جاہل اور عرب بدو آیا کرتے تھے۔ اور وہ اکثر آداب محفل کا لحاظ کئے بغیر ناشائستہ طور پر گفتگو کرتے تھے اور بے ڈھنگے سوالات کرتے تھے۔ مگر آپ ان کے سوالات کو نہایت صبر و تحمل اور ٹھنڈے دل سے سنتے تھے اور ان کے مزاج اور ذہنیت کے مطابق تسلی بخش جواب دیتے تھے جس سے وہ مطمئن ہو جاتے تھے۔

انقلابی نتائج | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نظام تعلیم کے انقلابی نتائج آپ کے عہد مبارک ہی میں برآمد ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اس کے ذریعے نہ صرف مسلمانوں کی خواندگی کا معیار بڑھا بلکہ انہوں نے تہذیب و تمدن کے وہ تمام اچھے اصول سیکھے جو بالعموم موجودہ درسگاہوں میں سکھائے جاتے ہیں، تاہم اس کے باوجود ایسے عمدہ نتائج حاصل نہیں ہوتے ہیں — مسلمان اس تعلیم کے ذریعے نہ صرف مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے اعلیٰ کردار کے مالک بنے بلکہ انکی علمی قابلیت میں بھی اضافہ ہوا۔ ■